بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفضل بیدِ اللہ یؤتیہ من یشاء عسٰی اَن یبعثک ربک مقاماً محمودًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۵ صلح ۱۳۴۵ ہش ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ ۵ جنوری ۱۹۶۶ء	نمبر ۴

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اسی سے روشنی حاصل کرو

جو لوگ قرآن کو عزّت دینگے وہ آسمان پر عزّت پائینگے

(۱) اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکا مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیّار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصّوں سے حدیث کا کوئی قصّہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوے پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین معہ رسالہ عربی وعلامات المقربین)

(۲) "اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزّت دینگے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدّم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچّی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۹ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اخبارِ احمدیہ

○ ربوہ ۴ جنوری۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

○ ربوہ ۴ جنوری۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اب بفضلہ تعالےٰ پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ نہ تو بخار کی شکایت ہے اور نہ ہی اب خون میں انفیکشن ہے۔ البتہ بازو میں درد کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

○ مکرم چوہدری فضل الرحمٰن صاحب اسلم تحصیلدار لودھراں جو حضرت مولوی غلام حسین صاحب مرحوم آف جھنگ کے بڑے لڑکے تھے۔ گزشتہ دنوں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ملتان میں وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جھنگ میں تدفین عمل میں آئی۔ بزرگانِ سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور مرحوم کی دونوں بیویوں بچوں اور دیگر تمام عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ہی ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(شیخ مبارک احمد نائب ناظر اصلاح وارشاد)

○ عازمین حج کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امسال حکومت کی طرف سے حج کے لئے درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۴ جنوری ۱۹۶۶ء مقرر کی گئی ہے۔ درخواست صحیح طریق پر قبل از وقت پیش کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ اس سلسلہ میں ضروری ہدایات اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور ان کے ماتحت دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ نیز نیشنل بنک، حبیب بنک یونائیٹڈ بنک وغیرہ کی شاخیں بھی عازمین حج کی رہنمائی کر دیتی ہیں۔ عازمین حج کو چاہیئے کہ کم از کم ۲۴۰۰ روپے فی کس کے حساب سے اخراجات کا انتظام کر لیں۔

○ تمام ناظمین و مربیانِ اطفال سے گزارش ہے کہ اطفال الاحمدیہ کی صحت کے معیار کو بلند کرنے پر خصوصی توجہ دیں۔ اس ضمن میں سب سے بہتر ذریعہ صفائی ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بھی ہے کہ النظافۃ من الایمان لہذا تمام اطفال الاحمدیہ سے التماس ہے کہ اپنے بدن، لباس، گھر اور ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ اسی طرح دانت، ناخن وغیرہ کی صفائی کا بھی ہفتہ وار معائنہ کیا جائے۔ اور اپنی مساعی سے مرکز کو بھی مطلع کرتے رہیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۶۶ء

دُعا کی تاثیر

قرآن کریم کے آغاز ہی میں بتادیا گیا ہے کہ قرآن کریم صرف ان لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے جو متقی ہیں۔ اور یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ متقی کون ہوتے ہیں فرماتا ہے۔

الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔

اوّل ایمان بالغیب دوم ایمان بالرسالت اور سوم ایقان بالمعاد یہ تین باتیں ہیں جو ایک متقی کی آئیڈیالوجی ہیں اور عبادت اور خدمتِ خلق اس آئیڈیالوجی کا عملی نتیجہ ہیں۔ اس طرح اسلامی آئیڈیالوجی کی بنیاد ایمان بالغیب و ایمان بالرسالت اور معاد پر محکم یقین پر ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ ایمان اور یقین کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ ہم مادی اشیاء پر ایمان و یقین اس وقت لاتے ہیں۔ جب ہم اپنے ظاہری حواس سے ان کی تصدیق کر لیتے ہیں۔ مثلاً یہ یقین کر لینا کہ فلاں درخت آم کا ہے ہم اس کے پتوں کی ساخت آنکھوں سے دیکھ کر اور ان کی خوشبو ناک سے سونگھ کر تصدیق کر لیتے ہیں۔ مگر غیب رسالت اور معاد ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کو ہم ظاہری حواس سے محسوس کر سکیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے یقین کے لئے بھی کوئی ذرائع ضرور ہوں گے۔ ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ادعونی استجب لکم۔

مجھے بلاؤ میں جواب دوں گا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ مخفی ہے وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتہ لگتا ہے" (ملفوظات جلد ششم ص۳۵)

الغرض اللہ تعالیٰ پر ایمان محکم پیدا کرنے کا دعا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے ہر شخص پر ضرور ایسے مشکلات پڑتے ہیں جن میں انسان بالکل عاجز رہ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس وقت دعا کے ذریعہ مشکلات حل ہو سکتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد ششم ص۳۵)

اسلامی تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ مسلمانوں نے مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کو پکارا اور ان کی مشکلات حل ہو گئیں۔ قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کو باوجود کمزور ہونے کے بڑے بڑے دشمن لشکروں پر کامیابی محض دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ جنگِ بدر میں کفار کا لشکر مسلمانوں سے تین گنا سے بھی زیادہ تھا۔ پھر کفار کے پاس پورا پورا ساز و سامان تھا اور مسلمان تقریباً نہتے تھے۔ ایسے وقت میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی۔ یقیناً یہ اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ اتنے بڑے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور ہمیشہ کے لئے کفار پر مسلمانوں کا رعب جم گیا۔

آج مادہ پرستی کا دور ہے اور سائنس کی ترقی کی وجہ سے عموماً لکھے پڑھے لوگ دعا کی تاثیر کے قائل نہیں رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اسباب پرستی کے طوفان میں اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی کمزور ہو گیا اور مذہب کو بے کار چیز سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ دنیا کی بڑی بڑی اقوام اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اب نت نئے ہلاکت کے سامان تیار کرتی ہیں اور اپنی فتوحات کا تمام انحصار طاقت پر رکھ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان اقوام میں فرعونیت پیدا ہو گئی مگر قدرت کا یہ عجیب کھیل ہے کہ آج ہی وہ زمانہ ہے جب ان بڑی طاقتوں کے باوجود کمزور اقوام بھی ابھر رہی ہیں اور بعض ایسے معجزانہ واقعات رونما ہوئے ہیں کہ بڑی طاقتوں کی انتہائی قوت کے علی الرغم چھوٹی اقوام ان کے مقابلہ میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ ایسی صورت ویٹ نام میں دیکھی جا سکتی ہے۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ آج جتنی فوجی اور اسلحی طاقت اس کے پاس ہے کسی دوسری قوم کے پاس نہیں مگر خدا کی قدرت ہے کہ ویٹ کانگ اس کو شکست دے رہا ہے۔ اور امریکہ جو بظاہر ابھی تک ڈینگیں مارے چلا جاتا ہے مجبور ہوتا جا رہا ہے کہ اس جنگ کو جلد از جلد ختم کر دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً ان فریادوں کا نتیجہ ہے جو ویٹ نام کے کمزور انسانوں کے دلوں سے اضطراری حالت سے پیدا ہوتی ہیں — سترہ دن کی پاک بھارت جنگ میں بھی یہی معجزہ رونما ہوا ہے۔ بھارت کی فوجی قوت پاکستان کی فوجی قوت سے چار گنا سے بھی زیادہ ہے۔ امریکہ اور روس سے اس نے بہت سا اسلحہ فاضل کر رکھا تھا۔ پھر اس نے پاکستان پر نہایت مکاری سے رات کے اندھیرے میں بغیر الٹی میٹم دیئے حملہ کر دیا تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بھارت کو منہ کی کھانی پڑی۔ بے شک آج مسلمان بھی اسلام پر عامل نہیں رہے۔ لیکن وہ خدا پرست ضرور ہیں اور دعاؤں پر ضرور بھروسہ رکھتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی فریادوں کو سنا ہے۔ ورنہ اگر فیصلہ محض مادی اسباب پر ہوتا تو کبھی یہ نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ مظلوموں کی دعائیں ضرور عرشِ عظیم تک پہنچی ہیں۔

(ع۔ا)

لا الٰہ تک تو آن پہنچے ہیں

شاہراہ تک تو آن پہنچے ہیں
جلوہ گاہ تک تو آن پہنچے ہیں

جامِ کوثر کی پیاس ہے تاہم
میکدہ تک تو آن پہنچے ہیں

ہو گیا ہے قریب عرشِ عظیم
حُبِّ جاہ تک تو آن پہنچے ہیں

منزلِ نور کوئی دور نہیں
مہر و ماہ تک تو آن پہنچے ہیں

آہ آہ کا بھی ذوق پالیں گے
واہ واہ تک تو آن پہنچے ہیں

ہو ہی جائے گی عشق کی تسکین
درد خواہ تک تو آن پہنچے ہیں

کلبۂ فقر ہے ذرا آگے
قصرِ شاہ تک تو آن پہنچے ہیں

ہو گا اب انشراح الا اللہ
لا الٰہ تک تو آن پہنچے ہیں

منیب

درس الحدیث

رمضان المبارک کی برکات — احادیث نبویہ کی روشنی میں

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

(۸)

عن سلمان الفارسیؓ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخر یوم من شعبان فقال یا ایہا الناس قد اظلکم شھر عظیم، شھر مبارک، شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر، جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوعا، من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن أدی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ، وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ۔ وشھر المواساۃ وشھر یزاد فیہ رزق المؤمن۔ من فطّر فیہ صائماً کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینتقص من اجرہ شیءٌ۔ قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائماً علی مذقۃ لبن او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائماً سقاہ اللہ من حوضی شربۃً لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ۔ وھو شھر اوّلہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ واٰخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ واعتقہ من النار۔

(البیہقی)

ترجمہ:- حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اے لوگو! تم پر ایک پُرعظمت مہینہ چڑھ رہا ہے جو بہت بابرکت مہینہ ہے۔ اس میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھکر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس ماہ کے روزے فرض قرار دیے ہیں اور اس کی راتوں میں تہجد کو نفلی عبادت ٹھہرایا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کسی نفلی نیکی کے ذریعہ طالبِ قربِ الٰہی ہوگا اسے دوسرے مہینوں میں فرض کی ادائیگی کے برابر ثواب ملے گا اور اس ماہ میں فرض ادا کرنے والا گویا عام دنوں کے لحاظ ستر برس کے فرض کا اجر پائے گا۔ یہ صبر و استقامت کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنّت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی و رأفت کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔

جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے اسے اپنے گناہوں سے مغفرت حاصل ہوگی اور اسکی گردن آگ سے آزاد ہوگی اور اسے روزہ دار کے ثواب کی مانند ثواب ہوگا مگر روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے سب تو روزہ دار کو باقاعدہ افطار نہیں کرا سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالےٰ ہر اس افطار کرانے والے کو دے دیتا ہے جو دودھ کے گھونٹ یا کھجور یا پانی کے گھونٹ سے بھی افطار کرا دیتا ہے البتہ جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اسے اللہ تعالےٰ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا جس کے بعد وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مہینہ کا ابتدائی حصہ خاص رحمت کا ذریعہ ہے درمیانی حصّہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری حصّہ جہنّم سے آزادی پانے کا ذریعہ ہے۔ اس ماہ میں جو شخص اپنے غلام یا ماتحت کے مشقت کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرمائیگا اور اسے آگ سے آزاد کرے گا۔

تشریح:- نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تقریر میں رمضان المبارک کی برکات کا تذکرہ فرمایا ہے اس کی عظمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ لیلۃ القدر کی طرف توجہ دلائی ہے جو رمضان کی ایک خاص خصوصیت ہے۔ چونکہ سارا ماحول ہی ان دنوں مقدس ہوتا ہے اور انوار کی بارشیں بکثرت ہوتی ہیں اس لئے مومن کے ہر عمل میں خلوص کی خاص شان کارفرما ہوتی ہے اسی لئے اس ماہ کے نوافل اور فرائض کی ادائیگی بہت بڑے اجر کا باعث ہوتی ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کو صبر اور ہمدردی کا مہینہ بھی قرار دیا ہے کیونکہ مومن اپنے تقوےٰ اور نیکیوں کی وجہ سے استقامت کی توفیق پاتا ہے وہ صبر کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے معین عرصہ کے لئے وہ حلال اور جائز اشیاء سے بھی پرہیز کرتا ہے تو حرام اور ناجائز چیزوں اور کاموں سے بچنا اس کی طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے نیز روزہ کا خاصہ ہے کہ مومن جھگڑے وغیرہ سے اجتناب اختیار کرے اور بُرے اخلاق سے کلیتہً پرہیز کرے۔ پھر مومن کو خود بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے پورا احساس ہو جاتا ہے کہ غریب انسانوں کو بھوکے اور پیاسے رہ کر کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے اس کے دل میں ان کی ہمدردی ابھرتی ہے اور وہ محتاجوں اور غریبوں سے بڑھ چڑھ کر حسن سلوک کرتا ہے۔ روزہ داروں کی افطاری کرانے کو بھی نبیٔ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی نیکی قرار دیا ہے اس طرح بھی باہمی اخوت ترقی کرتی ہے اور ایک دوسرے کے لئے دعاؤں کا موقعہ میسّر آتا ہے۔

رمضان المبارک کا ہر حصہ ہی بابرکت ہے مگر شروع میں رحمتوں اور فضلوں کا خاص آغاز ہوتا ہے اور توفیق ملنے کے ساتھ ساتھ انسان کو نیکیوں میں مزہ آنے لگتا ہے اور اسے بدیوں سے شدید نفرت ہو جاتی ہے گویا وہ اللہ تعالےٰ کی خاص چادرِ مغفرت کے نیچے آجاتا ہے اور آخر کار خدا کا خاص قرب حاصل کرکے مستقل طور پر آگ سے کلیتہً آزاد ہو جاتا ہے کارکنوں سے تخفیف بھی بڑی نیکی قرار دی گئی ہے تاکہ وہ بھی آرام سے روزے رکھ سکیں۔

رمضان المبارک کی برکات کا یہ خلاصہ ہے جو خود نبیٔ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اور اس میں رمضان کے شروع ہونے سے ایک دن پہلے صحابہ کو رمضان کے روزے رکھنے کی تلقین فرمائی تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خاکسار ابوالعطاء

تقریب شادی

مکرم چوہدری شاہد احمد صاحب بی۔ اے ابن محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی کی تقریب شادی مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کو عمل میں آئی۔ ان کا نکاح خالدہ امینہ صاحبہ بی۔ اے بنت چوہدری عطاء اللہ صاحب بھٹی مرحوم کے ساتھ دو سال قبل مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک میں پڑھا تھا۔

بارات مکرم خالد ہدایت صاحب بھٹی مینیجر نیشنل بنک گجرات کے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت غربی میں پہنچی جہاں دیگر بہت سے بزرگانِ سلسلہ و احباب جماعت کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ازراہ کرم تشریف لائے اور شادی کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائی۔

۱۸ دسمبر کو چار بجے شام مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی نے عزیز شاہد احمد کی دعوتِ ولیمہ (بصورت عصرانہ) کا اہتمام کیا۔ اور بعد میں مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے اجتماعی دعا فرمائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو فریقین کے لئے بابرکت اور باعثِ رحمت فرمائے۔ آمین

لنڈن مشن کے اردو اخبار کا خاص نمبر

لنڈن احمدیہ مشن ایک پندرہ روزہ اردو اخبار "اخبار احمدیہ" کے نام سے شائع کرتا ہے۔ ہمارا ارادہ جنوری ۶۶ء کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر خاص نمبر شائع کرنے کا ہے۔ اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مضامین خاکسار کے نام جنوری کے وسط تک بھجوا دیں۔

(خاکسار بشیر احمد رفیق امام مسجد لنڈن)

میجر منیر احمد صاحب شہید مرحوم

(از محترمہ حسن آرا منیر صاحبہ بیگم میجر منیر احمد صاحب شہید)

میرے شوہر محترم میجر منیر احمد صاحب شہید جنوری ۱۹۲۷ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۱۹۵۰ء میں فوج میں کمشن حاصل کیا۔ ۱۹۵۹ء میں میجر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو وطنِ عزیز کی عزّت و ناموس کے تحفظ کی خاطر جان کی بازی لگا کر اپنے مالکِ حقیقی کے حضور سرخرو ہو کر جا پہنچے اور شہادت کا بلند مرتبہ حاصل کیا اور ربوہ کی مقدس سرزمین میں خاص "قطعہ شہیداں" میں پہلے نمبر پر دفن ہونے کی سعادت حاصل کی ؂

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت بہار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

جو مرتبہ شہید مرحوم کو ملا اور جو مقام انہوں نے حاصل کیا ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ نیک تھے اور نیک انجام ہوا۔ بارگاہِ الٰہی پر سربسجود تھے کہ اخروی ابدی زندگی کا پروانہ ملا ؂

سر بسجدہ اور شہادت گاہ واہ اے نصیب
کھل گیا دروازہ باغِ جناں تیرے لئے

دل ایک قسم کا سکون اور خوشی محسوس کرتا ہے کہ مرنے والا اپنے صحیح مقام کو پا گیا لیکن پھر بھی دل میں ایک خلش ہے ایک درد ہے۔ ایک نہایت ہی شفیق۔ غمگسار۔ ہمدرد اور محسن رفیقِ حیات کا اچانک جدا ہو جانا ایسا حادثہ نہیں کہ دل اُسے کسی وقت بھی بھلا سکے ؂

عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مر جاتا نہیں
روح میں غم بن کے رہتا ہے جدا ہوتا نہیں

شہید کا اپنے عزیز و اقرباء کے علاوہ جس کسی کے ساتھ بھی تعلق رہا خواہ وہ چند گھنٹوں کا ہی کیوں نہ ہو سب نے ان کی شہادت پر یک زبان ہو کر کہا کہ وہ بہت نیک۔ دیندار۔ ہنس مکھ۔ فرض شناس اور شگفتہ مزاج انسان تھے۔ فوجی دوستوں کے خطوط جو کہ اُن کی شہادت پر برائے تعزیت مجھے موصول ہوئے سب میں شہید کے فرض شناس۔ نکوکار اور محنتی ہونیکے تذکرے ہیں۔

شہید کی زندگی اطاعت و خدمتِ والدین کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھی۔ اور خدمتِ والدین کو اپنی زندگی کا اہم فریضہ سمجھتے تھے اور ولاتقل لھما افٍّ کی عملی تفسیر تھے۔ کوئی بات اپنی مرضی یا خیالات کے خواہ کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہو والدین کی خواہش اور رضا کو مقدم رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عدیم المثال اطاعت و خدمت گزار بیٹے کی جدائی بوڑھے والدین پر بہت شاق گزری ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ والدین کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں انکے درجات کو ہمیشہ بلند کرتی رہیں گی۔

۱۹۵۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خاص توجہ۔ دعا اور منشاء سے میرا رشتہ شہید مرحوم و مغفور سے طے پایا اور ۱۹۵۶ء میں رخصتانہ ہوا۔ مَیں اس نو سالہ رفاقت کی زندگی پر جب نگاہ دوڑاتی ہوں تو مجھے کوئی ایسا موقع یا ایسا لمحہ نظر نہیں آتا جس کے متعلق مَیں کہہ سکوں کہ شہید کی طرف سے مجھے کسی قسم کی ذہنی یا جذباتی تکلیف پہنچی ہو۔ کبھی غصّہ کا اظہار نہ کیا۔ کبھی ماتھے پر بل نہ آیا۔ ہنستے ہوئے گھر سے نکلے اور ہنستے ہوئے داخل ہوئے۔ زندگی میں بہت دفعہ پریشانی کے لمحات اور دَور آئے لیکن اپنی پریشانیوں کو خود پر حاوی نہ ہونے دیا۔ اپنی مشکلات کا تذکرہ کبھی گھر میں نہ کیا تاکہ گھر کا ماحول مکدّر نہ ہو۔ بیوی بچّوں پر اثر نہ ہو۔ کئی مرتبہ اس بات پر مَیں نے اظہارِ ناراضگی کیا کہ اپنی پریشانی یا تکلیف کا تذکرہ گھر میں کیا کریں ہمیشہ یہی کہا کرتے کہ مَیں کہتا ہوں تمہیں کیوں پریشان کروں۔ طبیعت میں شگفتگی بہت تھی۔ بعض اوقات مَیں نے کسی بات پر ناراضگی کا اظہار کرنا چاہا تو فوراً لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر نظروں سے اوجھل ہو جاتے تاکہ بات وہیں ختم ہو جائے۔ غرضیکہ ہر وقت یہی کوشش ہوتی کہ گھر کا ماحول نہایت خوشگوار رہے۔ مَیں خدا تعالےٰ سے اکثر دعا مانگا کرتی تھی۔ شادی سے پہلے بھی اور شادی کے بعد بھی کہ

"ہمارا گھر ہو مثلِ باغِ جنّت"

سو شہید کے بابرکت وجود کی وجہ سے فی الحقیقت ہماری گھریلو زندگی مثلِ باغِ جنّت تھی۔

بچّوں سے والہانہ محبت کرتے تھے اور بچّے بھی مجھ سے زیادہ اپنے "ابی جان" کے ساتھ لگاؤ رکھتے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ بچّوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے اور اس مقصد کے لئے چھوٹے چھوٹے انعام مقرر کر دیتے تاکہ اچھے کام کرنے کا جذبہ اور عادت بچّوں میں راسخ ہو جائے۔ اس بات کی بہت خواہش اور کوشش تھی کہ بچّوں میں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا ہو۔ اور اس بارے میں سختی اور سرزنش سے بھی گریز نہ کرتے تھے۔ شہادت سے کچھ ماہ قبل شہید نے اپنی عادت بنائی تھی کہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد دونوں بچوں کی (جن کی عمریں ۸ اور ۶ سال ہے) چارپائیوں کے قریب جاتے اور سوئے ہوئے بچوں کے کانوں میں آہستہ آہستہ تلاوتِ قرآن کریم کرتے۔ بچّے مسکراتے ہوئے جاگ جاتے۔ پھر انہیں پیار کرتے اور کہتے اٹھو بیٹا نماز پڑھ لو۔ اپنے ماتحت عملہ اور گھریلو ملازموں سے نہایت نرمی اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ اسی طرح بچوں کو بھی تلقین کرتے رہتے تھے کہ غریب لوگوں کے ساتھ نرمی سے اور آہستہ آواز سے بولنا چاہیئے۔

غریب نواز بہت تھے۔ طبیعت میں حد درجہ انکساری تھی۔ باوجود اپنی سرکاری مصروفیات کے ایک مرتبہ بہت سے احمدی طالب علموں کو جو کہ صاحبِ حیثیت نہ تھے گھر پر کئی ماہ شارٹ ہینڈ سکھاتے رہے تاکہ انہیں اچھی ملازمت مل جائے۔ گھر پر ایسے نادار لوگوں کا تانتا لگا رہتا جو کہ نوکریوں کی تلاش میں سرگرداں ہوتے۔ اکثر دوڑ دھوپ کر کے ان کے حسبِ لیاقت ملازمت دلوا دیتے اور اس امر کے لئے جہاں جہاں بھی جانا پڑتا جاتے۔ اور بالفرض کسی کے لئے اگر ملازمت مہیّا نہ کر سکتے تو بہت کُڑھتے اور کئی دفعہ گھر میں ذکر کرتے کہ دیکھو غریب مارا مارا پھرتا ہے۔ نوکری نہیں ملتی۔ اور مجھے کہتے کہ جب بھی ایسے لوگ آئیں ان کو چائے پانی ضرور پوچھ لیا کرو۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ صبح سے شام تک دفتری کام کر رہے ہیں۔ گھر آئے ہیں تو پیچھے پیچھے ایسے لوگ جو روزگار کے متلاشی ہوتے آ جاتے۔ گھنٹوں کھڑے ہو کر اُن کی مشکلات کا حال سُنتے۔ کئی دفعہ مَیں نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس نوکریاں ہوتی ہیں؟ کہتے میرے پاس نوکریاں کہاں ہوتی ہیں بس اِدھر اُدھر کہہ سُن کر کوشش کرتا رہتا ہوں۔ کسی کو مل جاتی ہے کسی کو نہیں بھی مل سکتی۔

بعض دفعہ ایسا موقع بھی آ جاتا کہ کسی نجی ملازم کی شکایت کرنی پڑ جاتی کہ اسے تنبیہہ کریں زور سے نام لے کر آواز دیتے مَیں سمجھتی کہ اب سرزنش کریں گے۔ لیکن جب وہ شخص سامنے آ جاتا تو نہایت نرمی سے کہتے "دیکھو جس طرح بیگم صاحبہ کہیں اسی طرح کر لیا کرو" اور بس بات ختم ہو جاتی۔ ہمارے بنگلہ کے پچھواڑے ملازموں کے کوارٹرز میں دو میاں بیوی رہتے تھے جو ہر وقت آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی شکایت لے کر شہید مرحوم کے پاس آئی۔ کہنے لگے اچھا مَیں اسے ڈانٹوں گا۔ اس کے خاوند کو بُلایا اسے سمجھایا کہ عورتوں کے ساتھ لڑنا جھگڑنا ٹھیک نہیں وغیرہ وغیرہ گھر میں اس وقت اچھا کھانا پکا ہوا تھا اسے پلیٹ بھر کر دیا اور کہا جاؤ دونوں میاں بیوی مل کر کھاؤ۔

گھر میں اگر ملاقات کے لئے نہایت درجہ معمولی آدمی یا دفتر کا چپڑاسی بھی آ جاتا تو ساتھ ہی کرسی منگوا کر بٹھا لیتے اور فوراً چائے کی پیالی اس کے لئے منگوا لیتے غرضیکہ حد درجہ غریب نواز اور غریب الطبع تھے۔

بزرگوں کی خدمت اور اُن سے دعائیں کروانے اور دعائیں لینے کا غیر معمولی شوق تھا۔ بزرگوں کی خدمت میں مسلسل اور مستقل نذرانے بھیجتے رہتے تاکہ وہ انہیں دعاؤں میں ہر وقت یاد رکھیں اور خود بھی درجنوں خطوط دعا کے لئے لکھتے اور مجھ سے بھی لکھواتے رہتے۔ چنانچہ سلسلہ کے بہت سے بزرگوں کے ساتھ انہیں خاص تعلق تھا جن میں سے حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضؓ اور محترمہ بھابھی زینب صاحبہ رضؓ وفات پا چکے ہیں۔ محترمہ بھابھی زینب صاحبہ رضؓ نے تو انہیں بیٹا بنایا ہوا تھا اور وہ بھی ان کی عزّت اور خدمت بیٹوں کی طرح کرتے تھے اور بھابھی صاحبہ رضؓ بھی انہیں دن رات دعاؤں میں یاد رکھتی تھیں۔ سرگودھا اور سیالکوٹ میں جب ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے تو انہیں ربوہ سے اپنے گھر خود جا کر لے آتے اور پھر دن رات ان کی خدمت کرتے اور دعائیں کرواتے شہادت سے کچھ عرصہ قبل جبکہ کوئٹہ میں مقیم تھے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری سے تعلقاتِ محبت بڑھائے اور ان کی بھی دعائیں لیں۔ کوئٹہ کی مسجد میں نمازِ مغرب ادا کرنے جاتے۔ مَیں پوچھتی آپ بہت دیر سے گھر آئے ہیں کہتے بس نماز پڑھ کر حضرت مولوی صاحب کے گھٹنے کے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ اللہ میاں کہتا ہے کونوا مع الصادقین صادقوں کی صحبت اختیار کرو۔ سو مَیں بھی اسی لئے گھٹنا پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں کہ شاید میرا شمار بھی صادقوں میں ہو جائے۔ اسکے علاوہ حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری سے بھی خط و کتابت رہتی تھی۔ آج بھی حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کا سلوک میرے ساتھ بیٹوں جیسا ہے اور انہوں نے میرے اس غم کو اپنا غم سمجھا ہے اور مجھے اپنے قیمتی مشوروں اور دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ الحمدللہ۔ خود بھی بہت دعا کرتے تھے۔ اور خدا تعالےٰ پر توکل اور دعاؤں پر اعتماد بہت تھا۔ "رن کچھ" کے محاذ سے واپسی پر مجھ سے اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ مَیں وہاں ساری ساری رات دعائیں کرتا تھا اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے تمہارے لئے اور بچوں کے لئے بھی بہت دعا کی توفیق ملی۔ مجھے سردرد کی تکلیف لمبے عرصے سے ہے

مجھے کہا کرتے تھے کہ میں اس قدر دعا تمہارے اس مرض کی دوری کے لئے کی ہے کہ یہ اب انشاء اللہ بغیر دوا کے رفع ہو جائے گی۔ اسی طرح چھوٹا بچہ پیٹ کی خرابی سے بہت بیمار رہتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ کہا کہ اسے باقاعدہ ہسپتال میں داخل کرا کے اب اس کا علاج کراؤں گی۔ کہنے لگے ابھی ٹھہر جاؤ مجھے کچھ عرصہ باقاعدگی اور زور سے دعا کر لینے دو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس قدر دعاؤں میں شغف اور اعتماد تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے بغیر ہسپتال داخل کرائے بچہ ٹھیک ہو گیا۔ سچے خواب بھی بہت دیکھتے تھے اور اپنے خواب اکثر مجھے سناتے رہتے تھے جو کہ اپنے وقت پر پورے بھی ہو جاتے۔

عبادت گزار تھے۔ نماز تہجد ایک لمبے عرصے سے باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے تھے نماز با جماعت کا اس قدر شوق تھا کہ کوئٹہ چھاؤنی سے ۲ میل دور مسجد احمدیہ میں نماز مغرب ادا کرنے باقاعدگی سے جاتے۔ گرم سرد ہوائیں ان کے راستہ میں حائل نہ ہوتیں اور جاتے بھی سائیکل پر تھے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر ۲ میل کا راستہ سائیکل پر طے کر کے آتے۔ بعض اوقات مجھے کہتے جب دوست کہتے ہیں کہ اتنی دور سے نماز با جماعت پڑھنے آتا ہے۔ بڑا مخلص ہے اللہ بہتر جانتا ہے میں کیسا ہوں اور کیسا نہیں۔ یہ ان کی انکساری تھی قرآن کریم کی تلاوت سے عشق تھا۔ اور بہت خواہش رکھتے تھے کہ تمام قرآن کریم کسی سلسلہ کے عالم سے با ترجمہ پڑھیں۔ اس مقصد کے لئے دو ماہ کی رخصت بھی ایک دفعہ لی اور محترمہ استانی مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب سے قرآن کریم با ترجمہ پڑھنا شروع کیا آدھا ہی پڑھا تھا کہ چھٹی سرکاری کام کی وجہ سے منسوخ ہو گئی جس کا انہیں بہت افسوس ہوا اور اکثر کہتے کہ کاش ایسا موقع ملے کہ کبھی رمضان شریف ربوہ میں گذرے وہاں روزے رکھوں اور قرآن کریم با ترجمہ پڑھوں۔ گھر میں دن میں کئی مرتبہ تلاوت کرتے۔ کھانے کے میز پر بھی صبح قرآن کریم لے بیٹھتے تاکہ جب تک چائے نہیں آتی تلاوت کرتا رہوں۔ باہر جانا ہوتا اور ابھی ۵/۱۰ منٹ باقی ہوتے تو قرآن کریم نکال لیتے تاکہ وہ وقت بھی تلاوت میں صرف ہو۔

تبلیغ احمدیت کا شوق انتہا تک پہنچا ہوا تھا۔ بوجہ سرکاری ملازم ہونے کے تبلیغ احمدیت نہ کر سکتے تھے لیکن سلسلہ کی تمام کتب گھر میں منگوا کر رکھی ہوئی تھیں۔ اور سلسلہ کا کوئی رسالہ ایسا نہ تھا۔ جو ہمارے گھر نہ آتا ہو۔ سلسلہ کی کتب کثرت سے دوستوں کو پڑھنے کو دیتے بعض دفعہ میں کہتی کہ کچھ عرصہ کے بعد کتاب واپس لے لیا کریں وگرنہ گم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ کہتے چلو کوئی بات نہیں کسی کے گھر ہی پڑی رہے گی کبھی تو اسے توفیق ملے گی کہ اس پر نظر ڈالے ہم ربوہ سے اور منگوا لیں گے۔ مجھ سے کئی دفعہ اظہار کیا کہ میرا دل چاہتا ہے جب میں ریٹائرڈ ہو جاؤں اور اللہ میاں مجھے روپیہ دے تو میں سب سے پہلے ایک بہت بڑی لائبریری سلسلہ کی کتب کی بناؤں اور پھر ذاتی تنخواہ سے ایک ایسا مبلغ وہاں رکھوں جو کہ ہر وقت سلسلہ کی تبلیغ کرے۔ اور اس کا تمام خرچ خود اٹھاؤں اور لوگ دن رات لائبریری میں آ کر سلسلہ کی کتب پڑھیں اور ہمارے مبلغ سے تبادلہ خیالات کریں۔

صدقہ و خیرات بھی اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر کرتے تھے۔ ہر مشکل پیش آنے پر بجائے ادھر اُدھر دوڑ دھوپ کرنے کے دعا اور صدقہ خیرات پر زور دیتے۔ اگر کوئی منذر خواب دیکھ لیتے تو اسی وقت بکرا منگوا کر صدقہ دے دیتے بعض اوقات دو۔ دو تین تین بکرے اکٹھے منگوا کر گوشت غربا میں تقسیم کروا دیتے اور بہت خوشی محسوس کرتے اور مستحقین کے نام یاد کر کے مجھے بتاتے کہ فلاں جگہ ضرور بھجوانا۔ اپنی تنخواہ کا خاصہ معقول حصہ صدقہ و خیرات۔ چندوں، بزرگوں خدمت میں نذرانوں۔ اور سلسلہ کے رسائل اور کتب کی خریداری میں صرف کرتے۔ خود سادہ اور تکلف سے مبرا زندگی بسر کرتے اور اس طریق سے جو بچت ہوتی اسے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر خرچ کرتے۔ اگر کسی کو ادھار یا قرض دیتے تو باوجود اسکے کہ خود روپے کی ضرورت ہوتی کبھی واپس نہ مانگتے اگر کوئی قرض لینے والا غریب آدمی ہوتا تو مجھے کہتے کہ اسے قرض کی واپسی پر اصرار نہ کرنا جب بھی ہو گا دے جائے گا۔ اور اگر نہ بھی دیگا تو کوئی حرج نہیں۔

اپنے محکمانہ فرائض کی ادائیگی میں نہایت درجہ فرض شناس اور محنتی افسر تھے۔ کبھی اس بات کا لحاظ نہ رکھتے تھے کہ کتنا وقت میں نے دفتر میں صرف کیا ہے بلکہ یہ دیکھتے تھے کہ جو کام میرے ذمہ ہے وہ مکمل ہوا ہے یا نہیں۔ خواہ ۶ صبح سے شام تک دفتر میں بیٹھا رہنا پڑتا ایسے موقعوں پر کھانے کی بھی پروا نہ کرتے بلکہ کھانا بھول ہی جاتے۔ اور جب فارغ ہو کر گھر آتے تو کبھی مجھے یہ محسوس نہ ہوتا کہ وہ مسلسل بارہ گھنٹے فائلوں پر جھکے رہنے کے بعد گھر لوٹے ہیں۔ چہرہ پر وہی تازگی وہی شگفتگی۔ وہی مسکراہٹ۔ ایسے لگتا جیسے سیر سے واپس آ رہے ہوں۔ تینوں بچے دائیں بائیں سے گھیر لیتے کوئی شانوں پر جا چڑھتا۔ کبھی نہ جھڑکتے ہمیشہ پیار سے سمجھاتے اور کہتے بیٹا ٹھہر جاؤ وردی اتار لوں۔ نماز پڑھ لوں۔ پھر آپ سے کھیلوں گا۔

وہ دلکش مسکراہٹ۔ شگفتہ باتیں۔ دلنشین عادتیں اور دلفریب چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے۔ دل خلش محسوس کرتا ہے۔ لیکن پھر سوچتی ہوں کہ ہر ایک کو جلد یا بدیر یہی راہ اختیار کرنا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو جیتے تو خدا کی رضا کے حصول میں کوشاں رہے اور مرے تو شہید کی موت۔ یعنی مر کر بھی زندہ رہے۔ جنت کا پھول تھے۔ خدا تعالیٰ نے جنت کے گلدستے میں لگانے کو چن لیا لیکن ایسے گوہر نایاب کو کھو دینے کے بعد کونسی آنکھ ہے جو پُر نم نہ ہو ۹ سالہ رفاقت کی زندگی میں نیکیاں ہی نیکیاں یادگار چھوڑ گئے۔ دل خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ صدا بھی نکلتی ہے

حیف از چشم زدن صحبتِ یار آخر شُد
روئے گُل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شُد

اعلان نکاح

میرے برادر اصغر عزیزم سید محمود احمد شاہ ابن حضرت سید ناظر حسین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن کالووالی سیداں ضلع سیالکوٹ حال دارالرحمت وسطی۔ ربوہ کا نکاح عزیزہ سیدہ زاشدہ پروین صاحبہ بنت مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب سے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(خاکسار: کیپٹن سید محمد احمد۔ دارالرحمت وسطی۔ ربوہ)

گمشدہ بیگ

۸ دسمبر ۱۹۶۵ء کو لاہور سے ربوہ جاتے ہوئے میرا ایک بیگ گاڑی سے اتارا نہیں جا سکا اور یا ربوہ سٹیشن پر ہی رہ گیا تھا۔ اس بیگ میں ایک چیک مبلغ پانچ سو روپیہ۔ سویٹر، کپڑے جوتیاں اور متفرق اشیاء تھیں۔ اگر کسی دوست کے علم میں ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ ممنون ہوں گا۔

(ملک ناصر الدین خان ریلوے انسپکٹر ۲/۱۳ محمد نگر لاہور)

میجر منیر احمد شہید کی یاد میں

اے منیر احمد نہ تھا فانی جہاں تیرے لئے
موت لائی ہے حیاتِ جاوداں تیرے لئے

ماں کی آنکھوں کا تو تارا باپ کے دل کا قمر
ہیں دو عالم میں وہی روح رواں تیرے لئے

آئی ہے لنڈن سے چل کر دیکھنے تیرا مزار
صادقہ کو صبر آتا ہے کہاں تیرے لئے

اتنی نیکی! اتنا جذبۂ وفا، اتنا خلوص
تنگ تھی یہ وسعتِ کون و مکاں تیرے لئے

سر بسجدہ اور شہادت گاہ وا گہ اے نصیب!
کُھل گیا دروازۂ باغِ جناں تیرے لئے!

(تنویر)

ؔ شہید کی بہن کا نام ہے

برصغیر پاک و ہند کی ایک مایۂ ناز شخصیت

منقول از ماہنامہ [illegible] لاہور ماہ دسمبر ۱۹۶۵ء

مرزا بشیر الدین محمود احمد بانی سلسلہ احمدیہ کے فرزند ارجمند اور جماعت کے دوسرے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ احمدی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی لوگوں کو بتلا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا لڑکا عطا فرمائے گا۔

(۱) جس کا نام محمود ہوگا۔ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔"

(۲) اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔"

آپ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں جو اکاون سال تک ممتد ہے دنیا کے ہر ایک حصہ میں تبلیغی مراکز قائم کئے گئے چنانچہ انگلستان، امریکہ، جرمنی، ہالینڈ، مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، بلاد عربیہ اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں نوے سے زائد تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ جہاں تبلیغ اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے زمانہ میں متعدد غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہوئے اور بیرونی ممالک میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپ نے اپنے پیچھے ہزارہا صفحات کا ایک عظیم الشان لٹریچر یادگار چھوڑا ہے جو قریباً پونے دو سو کتب و رسائل پر مشتمل ہے اور جس میں تفسیر، کلام، فقہ، اخلاق، روحانیات، سیاسیات وغیرہ اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ اور نہایت قیمتی معلومات سے لبریز ہے۔

آپ نے تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام کے ساتھ ساتھ دوسرے اہم امور میں بھی مسلمانوں کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور ہر موقعہ پر مسلمانوں کی دینی اور دنیوی بہبودی میں رہنمائی کی تدابیر اختیار کی ہیں۔

۱۹۲۲-۲۳ء میں جب یو۔پی کے علاقہ میں فتنہ ارتداد کا زور ہوا اور آریہ سماج نے وہاں پر لاکھوں مسلمانوں کو شدھ کر کے ہندو بنا لیا۔ تو آپ ہی نے اس تحریک کا مقابلہ کر کے آریوں کو شکست دی۔ آپ نے اپنی جماعت کے سینکڑوں افراد کو اس علاقہ میں بھجوایا جنہوں نے ہر طرح کی تکلیف برداشت کر کے آریہ سماج کی تحریک کو ناکام کیا۔ اور وہ مسلمان جو ہندو ہو چکے تھے انہیں دوبارہ اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ آپ کی اس قابل قدر خدمت کا اعتراف دوسرے مسلمانوں نے بھی کیا۔

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو درست اور مضبوط کرنے کے لئے بھی آپ نے نہ صرف نیک تحریکیں کیں۔ بلکہ عملی طور پر تدابیر اختیار کرنے میں ان کی مدد کی۔ مسلمانوں کو آپ نے توجہ دلائی کہ چونکہ ان کی اقتصادی حالت کمزور ہے۔ اسلئے دوسری قومیں ان کی عزت نہیں کرتیں انہیں چاہیئے کہ وہ تجارت کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ اور ہر شہر اور ہر قصبہ میں اپنی دکانیں کھولیں اور جس طرح ہندو لوگ صرف اپنے لوگوں سے سودا خریدتے ہیں مسلمانوں کو بھی یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ان کی تجارت کامیاب ہو اور ان کی مالی حالت مضبوط ہو۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مبلغین بھیج کر جگہ جگہ مسلمانوں کی قومی غیرت و حمیت کے جذبات کو ابھارا اور ان میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔ اس تحریک سے مسلمانوں نے اپنی دکانیں کھولیں اور ہندو سرمایہ داروں اور بیوپاریوں کا مقابلہ کیا۔

امام جماعت احمدیہ کا ایک زریں کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۲۷ء کے قریب بعض ہندوؤں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہایت دل آزار کتب لکھیں جس میں اس مجسم پاک زندگی پر ناپاک حملے کئے گئے۔ آپ نے اس کے تدارک کے لئے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کو قائم کیا تاکہ اسی ذریعہ سے تمام لوگوں کو معلوم ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کتنی پاکیزہ اور اعلیٰ تھی اور انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ جماعت کے سرخیل تھے۔

۱۹۲۴ء میں آپ انگلستان تشریف لے گئے۔ تاکہ ان ممالک میں تبلیغی جدوجہد کا بنفس نفیس مشاہدہ کریں۔ انہیں ایام میں آپ نے انگلستان میں ایک شاندار مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ جو اس وقت مبلغین اسلام کا مرکز ہے اور اس میں دن رات اعلاء کلمۃ اللہ کا مقدس کام ہو رہا ہے۔

۱۹۳۱ء میں کشمیر کے متعلق یہ تحریک پیدا ہوئی کہ وہاں کے مسلمان جو تعداد کے لحاظ سے بڑی بھاری اکثریت رکھتے ہیں۔ لیکن حکومت میں ان کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے اور ریاست کے مظالم سے انہیں نجات دلائی جائے اس کام کے لئے شملہ میں ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر شامل ہوئے اور وہاں آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کر کے حضرت امام جماعت احمدیہ کو متفقہ طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اہل کشمیر کے لئے اس تندہی اور خوش اسلوبی سے کام کیا کہ خدا کے فضل سے کشمیری مسلمانوں کے اکثر مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کی براہ راست کوششوں کے ماتحت ۱۹۳۴ء میں وہاں پر اسمبلی قائم ہوئی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کی کوششوں سے احمدیوں کی ایک رضاکار بٹالین قائم ہوئی جس نے دو برس تک محاذ کشمیر میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ اس وقت بھی جماعت احمدیہ اہل کشمیر کی بہبودی کے لئے برابر کام کر رہی ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب ملکی تقسیم کا سوال پیدا ہو کر باؤنڈری کمیشن کا تقرر ہوا۔ تو آپ نے مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اس اہم کام کے لئے قادیان سے لاہور آ کر کئی دن رہے اور رڈکلف ایوارڈ کے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایسا مواد فراہم کیا جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید تھا۔ اور اس موقع پر انگلستان سے اپنے خرچ پر ایک ماہر فن مسٹر سپیٹ کو بلوایا کہ حد بندی کے کام میں وہ مسلمانوں کے نمائندہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی امداد کرے۔ اس سے قبل مسلم لیگ اور اس کے مخالف پارٹیوں کے درمیان جو کشمکش تھی اسے دور کرنے کے لئے بھی امام جماعت احمدیہ نے انتھک کوشش فرمائی اور دعا بھی جاکر تمام مسلمان لیڈروں سے مل ملا کر اس کام کو انجام دیا۔

۱۹۴۷ء کے قیامت خیز انقلاب میں جماعت احمدیہ کو بھی اپنے مرکز قادیان سے نکلنا پڑا۔ لیکن آپ کے تدبر اور اولوالعزمی نے نہ صرف قادیان کے مرکز کو سنبھالا۔ بلکہ باوجود سخت مشکلات کے جماعت کے لئے ایک نئے مرکز کی طرح ڈالی۔ آپ نے ضلع جھنگ میں ربوہ نام سے ایک بستی آباد کی ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے تمام دفاتر قائم ہو چکے ہیں۔ اور اس کی آبادی بڑی سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ مملکت پاکستان میں آپ نے یہ ایک مثال قائم کی ہے کہ بلند ہمت انسان حکومت پر بوجھ نہیں بنتے وہ دوسروں کے سہارے کی بجائے۔ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر سربلند ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت کے پیش نظر آپ نے جماعتی نظام کی سہولت کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے ہیں۔ ہر محکمہ کو نظارت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۱۹۵۵ء میں آپ دوسری بار بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے جہاں آپ کی صدارت میں مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کی مہم تیز تر کرنے کے لئے ایک اہم کانفرنس منعقد ہوئی اس سفر میں متعدد انگریز آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل اسلام ہوئے۔

۱۹۵۷ء میں آپ نے شدید بیماری کے باوجود قرآن مجید کی ایک مختصر مگر جامع اور معرکۃ الآراء تفسیر نہایت قلیل عرصہ میں لکھی جو تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوئی سنا ہے کہ اس کا تیسرا ایڈیشن بلاک پر شائع ہو رہا ہے۔

بہرحال اس محنت شاقہ کے بعد آپ کی صحت پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ آپ اسکے بعد بستر علالت سے اٹھ نہ سکے۔ اور بالآخر ۷، ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی شب کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کی بے مثال شخصیت عالمگیر شہرت کی حامل تھی۔ چنانچہ آپ کی وفات پر نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی ممالک کے پریس نے بھی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے جو آپ کی بلند پایہ عظمت کا واضح ثبوت ہے۔

بالآخر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض مشہور زعمائے ملت و عمائد قوم کی چند آراء و تاثرات ہدیۂ قارئین کر دی جائیں۔

برصغیر ہند و پاکستان کے مشہور مسلم لیڈر اور شاعر حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر "زمیندار" لکھتے ہیں:-

" کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ ... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ ... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اسکے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔" ("ایک خوفناک سازش" ص ۱۹۶ مصنفہ [illegible]

رمضان المبارک کی

(خاص رعایت)

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے ان بچوں کی خاطر جو اب تک اپنے محبوب ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" کے خریدار نہیں بن سکے کچھ خاص رعایت دینے کا فیصلہ کیا ہے کہ وہ سالانہ چندہ پانچ روپے کی بجائے صرف چار روپے بنیجر تشحیذ الاذہان ربوہ کو بھجوا کر مجھے اطلاع دیں تا ان کے حساب میں ایک روپیہ جمع کروا کر ان کے نام ایک سال کے لئے رسالہ کو جاری کروا دیا جائے۔

ایسی درخواستیں ۳۱ جنوری تک پہنچ جانی چاہئیں اور ان پر کسی مقامی عہدیدار کی تصدیق ہونی ضروری ہے کہ یہ طفل رسالہ کا پہلے خریدار نہیں تھا۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

کابل ۔ ۳ جنوری ۔ افغانستان کے شاہ ظاہر شاہ نے پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت قبول کر لی ہے انہیں یہ دعوت صدر ایوب نے کل صبح ملاقات کے دوران دی۔

راولپنڈی ۳ جنوری ۔ سیاسی مبصروں کا کہنا ہے کہ تاشقند کانفرنس سے غیر معمولی نتائج کی توقع نہیں ۔ بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مسئلہ کشمیر اب تک حل نہیں ہوا ۔ اس وقت بھارتی رہنما جو متضاد اور الجھے ہوئے بیان دے رہے ہیں اس سے یہ امید پیدا نہیں ہوتی کہ تنازعہ کے بارے میں وہ اپنے نظریات تبدیل کر چکے ہیں۔

پاکستان کا موقف یہ ہے کہ کشمیر کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا موقع دیا جانا چاہیئے ۔ اگر اقوام متحدہ کی رائے شماری کے بارے میں قرار دادوں پر عمل کرنے کی راہ میں دشواریاں ہیں تو پاکستان انہیں دور کرنے کے لئے دیکھے گا۔ اس کے لئے مصالحت ثالثی یا کوئی اور متفقہ طریق کار اختیار کیا جاسکتا ہے ۔

کراچی ۔ ۳ ۔ جنوری ۔ ہندوستانی وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری نے اس امکان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تاشقند کانفرنس کے بعد ان میں اور صدر ایوب میں جلد ہی دوبارہ ملاقات ہو ۔ وہ ہندوستانی پارلیمنٹ میں حکومت کی مخالف پارٹیوں کے رہنماؤں سے تاشقند کانفرنس میں کون کون سے امور بحث ہیں آسکتے ہیں۔

کراچی ۳ ۔ جنوری ۔ ہوانا کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیئے پانچ ارکان کا پاکستانی وفد مولانا بھاشانی کی قیادت میں آج صبح پراگ روانہ ہو گیا یہ کانفرنس کل گویا بہ شروع ہو رہی ہے وفد کے ارکان میں سابق وزیر تعلیم مسٹر ٹی ایم مصطفےٰ ۔ مسٹر اعجاز حسین بٹالوی ۔ مسٹر معراج خالد اور سید قمر الزمان شامل ہیں ۔ مولانا بھاشانی وطن واپس آنے سے پہلے مشرقی یورپ کے ملکوں اور روس کا دورہ کریں گے اور کشمیر کے متعلق پاکستان کے موقف کی وضاحت اور ان ملکوں کے رہنماؤں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ۔

سنگاپور ۔ ۳ جنوری ۔ انڈونیشی فضائی کمپنی کا ڈکوٹہ جہاز جس میں تیرہ مسافر سوار تھے پالم بانگ کے سو میل جنوب میں گر کر تباہ ہو گیا ۔ جکارتہ ریڈیو کے مطابق اس کمپنی کا ایک اور جہاز اسی راستے پر سفر کرتا ہوا لاپتہ ہو گیا ہے اس میں بھی تیرہ مسافر سوار تھے ۔ ابھی تک دونوں جہازوں میں سوار مسافروں اور عملے کے ارکان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا

دمشق ۔ ۳ جنوری ۔ شام کے نامزد وزیر اعظم صلاح الدین بیطار نے کل رات اپنی کابینہ بنائی ۔ ان کے پیش رو ڈاکٹر یوسف زین نے ۳۱ دسمبر کو استعفیٰ دے دیا تھا ۔

راولپنڈی ۳ جنوری گزشتہ پیر کے روز سیفٹی والا سیکٹر میں پاکستان اور بھارت کے مابین جنگی قیدیوں کے لئے تحائف کا تبادلہ ہوا ۔ پاکستانی جنگی قیدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھارتی حکام کو ۲۸۱ تحائف دیئے گئے ان میں سے ۵۶ پارسل پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی اور باقی ۲۲۵ پارسل جنگی قیدیوں کے رشتہ داروں نے بھیجے ہیں ۔ ہندوستان کی طرف سے کل ۸۰۸ پارسل موصول ہوئے ان میں سے آٹھ پارسل قیدیوں کے رشتہ داروں نے بھیجے ہیں تحائف کے تبادلے کے وقت ریڈ کراس کے حکام بھی موجود تھے ۔ ریڈ کراس حکام نے تجویز پیش کی ہے کہ تحائف کا آئندہ تبادلہ ۲۰ جنوری کو کیا جائے تاکہ جوانوں کو عید الفطر سے پہلے پہلے تحفے پہنچ جائیں ہندوستان میں جنگی قیدیوں کے دوستوں اور رشتہ داروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے تحائف ۱۲ جنوری سے پہلے جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی پہنچا دیں تاکہ انہیں بروقت ہندوستان حکام کے سپرد کیا جاسکے ۔

لندن ۳ جنوری ۔ وزیر اعظم ہیرلڈ ولسن نے کہا ہے کہ برطانیہ روڈیشیا میں آئینی حکومت بحال کرنے کے لئے طاقت استعمال نہیں کرے گا۔

ضرورت ہے

ورکشاپ کے لئے چند اپرنٹس درکار ہیں۔ امیدوار کا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ موٹروں کے کام سے دلچسپی رکھنے والے اپنی درخواستیں امیر جماعت یا پریذیڈنٹ کی سفارش سے روانہ کریں۔

ماڈرن موٹرز ۔ ۲۰ فیروز پور روڈ لاہور

صنعت کار صاحبان متوجہ ہوں

بی ٹی ایچ درآمد شدہ

الیکٹرک موٹریں

ایک سے ساٹھ ہارس پاور تک

مختلف اقسام میں حاضر سٹاک سے دستیاب ہیں ۔ صنعت کار مطلوبہ موٹروں کے لئے رجوع فرمائیں ۔

پروگریسو مرکنٹائل کمپنی

تار کا پتہ "ADVERLITE"

ھو الشافی

لاعلاج مریض ضرور پڑھیں

کیا دوا آپ پر چند دن اثر کر کے بے اثر ہو جاتی ہے یا وقتی فائدہ دیتی ہے اور آپ اسے ہمیشہ کھانے پر مجبور ہیں دونوں صورتوں میں ہومیوپیتھک دوا سے مکمل شفا ممکن ہے کیونکہ اونچی سے اونچی طاقتوں میں تیار ہونے کی وجہ سے ہومیوپیتھک دوا نہ تو کسی مرحلہ پر بے اثر ہوتی ہے اور نہ ہی انسان اس کا عادی ہوتا ہے ہر قسم کی مفرد اور مجرب پیٹنٹ ادویات مثلاً

(۱) طاقت کی ادویات (TONICS) (۲) عورتوں کی ادویات (۳) بچوں کی ادویات
(۴) پیٹ کی بیماریوں کی ادویات (۵) دانتوں کی تکالیف کی ادویات (۶) پرانی دردوں کی ادویات
(۷) گردہ اور پتہ کی پتھریوں کی دوا (۸) جلدی بیماریوں کی ادویات
(۹) آنکھ اور کان کی بیماریوں کی ادویات (۱۰) وقتی اور موروثی بیماریوں کی ادویات ۔

حتیٰ کہ حیوانات کے بڑی بڑی بیماریوں مثلاً اپھارہ، منہ کھر، گلے گھوٹو، کنار اور زہر باد وغیرہ کی اکسیر ادویات نیز ہومیوپیتھک کتب اور متعلقہ سامان ہم سے حاصل کریں مفت مشورہ کے لئے

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ۔ لاہور و ربوہ

خدا تعالیٰ جن کو توفیق دے انہیں رمضان میں ضرور روزے رکھنے چاہئیں

خالی رمضان میں فائدہ نہیں بلکہ رمضان کی حالت پیدا کرنا فائدہ کا موجب ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے فوائد اور اس کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"پھر رمضان کے اندر یہ فائدہ بھی رکھا ہے کہ انسان معلوم کر سکے کہ اس کے دوسرے فاقہ زدہ بھائیوں کی حالت کیا ہے اور فاقہ میں ان پر کیا گزرتی ہے۔ اس سے وہ غرباء کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے۔

اور یہ بات اسلام کی سب عبادتوں میں ہے کہ دوسروں کی حالت کا پتہ لگتا رہے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے اور باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے یہ ایک غلامی کی حالت ہے جس سے انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ غلاموں کی حالت کیا ہو گی۔ میں حیران ہوتا ہوں جب بعض لوگ کہتے ہیں نماز میں توجہ نہیں قائم رہ سکتی۔ حالانکہ نماز دس پندرہ منٹ کا کام ہوتا ہے ایسے لوگ غور کریں وہ لوگ جن کو چوبیس گھنٹے ہی غلامی میں گزارنے پڑتے ہیں اور گھنٹوں گھٹنے ٹیک کر مؤدب ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنا پڑتا ہے ان کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ تو نماز انسان کو غلاموں کی حالت سے آگاہ کر دیتی ہے حج میں اپنا وطن اور گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے جس سے ان لوگوں کی حالت کا پتہ لگتا ہے جو جلاوطن کر دیئے جاتے ہیں۔ صدقہ و خیرات غربت کی حالت کا اندازہ کراتی ہے۔ روزہ فاقہ زدہ بھائیوں کا پتہ دیتا ہے اسی طرح جب انسان حج کے لئے جاتا ہے تو اسے ان لوگوں کی حالت کا بھی علم ہوتا ہے جن کے پاس کپڑے نہیں ہوتے۔ انسان کئی کپڑوں کا عادی ہوتا ہے لیکن وہاں صرف ایک ہی چادر باندھنی پڑتی ہے جس میں ادھر ادھر سے ٹھنڈی ہوا گزر کر ان لوگوں کی حالت بتاتی ہے جن کے پاس کپڑے نہیں ہوتے یا کم ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کے متعلق فرمایا کہ میرا ان سے تعارف اس طرح ہوا کہ میں نے حج کے موقعہ پر انہیں دیکھا ہوا کی وجہ سے باقی لوگوں نے اپنے سر ڈھانپ لئے لیکن انہوں نے ادھر ادھر مختلف چیزیں رکھ لیں جس سے میں نے سمجھا کہ ان میں زیادہ احساس ہے اور جس وقت جہاز میں سرد ہوا چلتی ہے تو جسم پر ایک ہی کپڑا ہمیشہ ننگے رہنے والوں کی طرف بخوبی متوجہ کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے حج امراء کے لئے رکھا گیا ہے تا وہ غرباء کی حالت سے آگاہ رہ سکیں تو اسلام کی تمام عبادتوں میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی حالت سے آگاہی ہوتی رہے کیونکہ اس علم سے واسطہ اور رابطہ بڑھتا ہے جس سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ پھر رمضان کا یہ بھی فائدہ ہے کہ جن کو راتوں کو جاگنا پڑتا ہے ان کی حالت کا علم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی مشق ہوتی ہے کہ حلال چیزوں کو خدا کی خاطر ترک کر دیا جائے اور جب حلال چھوڑ سکتا ہے تو پھر حرام کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔

غرض اس سے کئی قسم کے سبق حاصل ہوتے ہیں لیکن فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو استعمال کرے۔ جو استعمال نہ کرے اسے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ خالی رمضان میں فائدہ نہیں۔ بلکہ رمضان کی حالت پیدا کرنا فائدہ کا موجب ہے۔ جس طرح کونین کو استعمال کرنے سے ہی بخار کو آرام آ سکتا ہے جو اسے استعمال نہیں کرتا اس کے ارد گرد کے گھروں میں خواہ کتنی استعمال ہوتی ہو اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ پس خدا تعالیٰ جن کو توفیق دے انہیں رمضان میں ضرور روزے رکھنے چاہئیں۔ ہماری جماعت کے تعلیم یافتہ لوگوں کو چاہیئے کہ تعلیم یافتوں کے لئے نمونہ بنیں اور عوام کو عوام کے لئے نمونہ بننا چاہیئے پھر عورتیں روزہ کے معاملہ میں بلا وجہ تنگی کرتی ہیں اس لئے انہیں یہ نمونہ دکھانا چاہیئے کہ جہاں روزہ جائز نہیں وہاں اعتراض سے ڈر کر یا رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے روزہ نہ رکھیں۔ غرض جو حکم کی تعمیل کرنے والے ہیں ان کے لئے روزہ رکھ کر اور جو سختی کرنے والے ہیں ان کے لئے اس حالت میں جس کی شریعت نے تشریح کر دی ہے روزہ چھوڑ کر نمونہ بننا چاہیئے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین (الفضل ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء)

صدر ایوب اور روسی وزیر اعظم کے درمیان اہم مذاکرات

ازبکستان کے دارالحکومت میں صدر مملکت کا والہانہ خیر مقدم

تاشقند ۴ جنوری۔ صدر ایوب پاکستان اور بھارت کے تعلقات پر تاریخی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے کل سہ پہر تاشقند پہنچ گئے۔ جمہوریہ ازبکستان کا پورا شہر صدر ایوب اور ان کے رفقاء کا خیر مقدم کرنے کے لئے امڈ آیا۔ لاکھوں روسی عوام نے "السلام علیکم صدر پاکستان" کے نعروں سے معزز مہمانوں کو گرم جوشی سے خوش آمدید کہی۔ تاشقند کے ہوائی اڈہ پر وزیر اعظم کوسیجن۔ وزیر خارجہ گرومیکو وزیر دفاع مارشل مالینووسکی، سابق چیف آف سٹاف مارشل سکولوسکی اور ممتاز روسی رہنما پاکستانی رہنماؤں کی پذیرائی کے لئے موجود تھے۔ صدر ایوب نے تاشقند پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد مسٹر کوسیجن سے دو مرتبہ ملاقات کی انہوں نے تاشقند کانفرنس کے طریقہ کار اور ضوابط سے متعلق اہم معاملات پر تبادلہ خیالات کیا۔ تاشقند کانفرنس جو برصغیر پاک و ہند کے لئے تاریخی اہمیت رکھتی ہے آج صبح ازبکستان کی سپریم سوویت کے ہال میں شروع ہو رہی ہے۔

صدر ایوب اور ان کے وفد کے ارکان کل تیسرے پہر پشاور سے روانہ ہو کر تاشقند پہنچ گئے ان کی آمد کے موقع پر ہوائی اڈہ کی عمارت کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جگہ جگہ کتبے آویزاں تھے جن پر پاک سوویت دوستی اور پاکستانی رہنماؤں کو خوش آمدید کہنے کے کلمات لکھے ہوئے تھے اور ہوائی اڈہ پر وزیر اعظم کوسیجن اپنے رفقاء اور ممتاز روسی رہنماؤں کے ہمراہ صدر پاکستان اور ان کے ہمراہیوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے موجود تھے جونہی صدر طیارہ سے باہر نکلے تو ہوائی اڈہ پر موجود ہزاروں ازبک عوام نے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے "السلام علیکم صدر پاکستان" کے نعروں سے ان کا خیر مقدم کیا سب سے پہلے مسٹر کوسیجن نے آگے بڑھ کر صدر ایوب سے ہاتھ ملایا انہوں نے روسی وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو۔ وزیر دفاع مارشل مالینووسکی، سابق چیف آف سٹاف مارشل سکولوسکی، نائب وزیر خارجہ فیروبن اور دیگر ممتاز رہنماؤں سے ان کا تعارف کرایا

صدر ایوب کے ہمراہ وزیر اطلاعات و نشریات خواجہ شہاب الدین وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو، وزیر تجارت مسٹر غلام فاروق اور دیگر حکام بھی تاشقند پہنچے۔ مسٹر کوسیجن اور ان کے وزیروں نے پاکستانی وفد کے تمام ارکان کے ساتھ باری باری گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔

اس سے قبل صدر ایوب اور پاکستانی رہنماؤں کو ایک درجن روسی لڑکیوں نے گلدستے پیش کئے۔ ہوائی اڈہ پر روسی کی بری، بحری اور ہوائی فوجوں کے ایک دستہ نے صدر ایوب کو سلامی دی روسی فوج کے بینڈ نے روس اور پاکستان کے قومی ترانے بجائے۔ ہوائی اڈہ پر استقبالیہ تقاریب کے بعد صدر ایوب اور ان کے رفقاء روسی میزبانوں کے ہمراہ موٹروں میں جلوس کی شکل میں تاشقند روانہ ہوئے

تاشقند پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد صدر ایوب نے مسٹر کوسیجن سے ازبک گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔ جب مسٹر کوسیجن بھارتی وزیر اعظم مسٹر شاستری کا خیر مقدم کرنے کے بعد ہوائی اڈہ سے لوٹے تو انہوں نے صدر ایوب سے دوسری مرتبہ پھر ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے کہ ان ملاقاتوں میں تاشقند کانفرنس کے طریقہ کار اور ضوابط سے متعلق اہم امور پر بات چیت کی گئی۔ یہ کانفرنس جو پاکستان اور بھارت کے تعلقات کی تاریخ میں انتہائی اہمیت رکھتی ہے آج صبح ازبکستان کی پارلیمنٹ کے ہال میں شروع ہو رہی ہے۔

صدر ایوب کی آمد کے دو گھنٹے بعد مسٹر شاستری اور ان کے رفقاء تاشقند پہنچے۔ صدر ایوب اور مسٹر شاستری کی پہلی ملاقات آج صبح گیارہ بجے کانفرنس میں ہو گی مسٹر کوسیجن جنہوں نے دونوں ہمسایہ ممالک کے اختلافات دور کرانے کے لئے اس کانفرنس کا اہتمام کیا ہے ابتدائی ملاقاتوں میں شرکت کریں گے۔ اس کے بعد وہ تاشقند میں موجود رہیں اور جب بھی کسی فریق نے خواہش ظاہر کی وہ ان کی بات چیت میں شرکت کریں گے۔